شمس الرحمان فاروقی کے افسانوں میں قدیم ہندوستانی تہذیب و ثقافت

Ancient Indian civilization and culture in Shams Ur Rahman Farooqi's Short Stories

i شازیہ بی بی ii ڈاکٹر محمد الطاف یوسف زئی iii محمد لیاقت

Abstract:

Shams Ur Rahman Farooqi is one of the most important Urdu literary-critic, researcher, author, and poet and fiction writers of modern times. The short stories he has written are very important in terms of history and culture. Shams Ur Rahman Farooqi has depicted the ancient civilization and culture of the subcontinent in his short stories. His fictions are not mere stories but there is a great historical consciousness in his fictions. When they make the Mughal era the subject in their fictions, all the features of the civilization and culture of this era come to the fore. In his stories, he has mentioned all the things related to the era of Mir and Ghalib, customs, clothes, ornaments, beliefs and ideas, superstitions, lifestyle, civilization and culture with all the details. What's up in this article, this feature of Shams Ur Rahman Farooqi's fictions has been made the topic. The article deals with this very important angle of short stories written by Shams Ur Rehman Farooqi. Shams Ur Rahman Farooqui's fictions have been analysed in detail regarding the reflection of civilization and culture in his short stories.

Keywords: *Shams Ur Rehman Farooqi, Urdu Fiction, Short Stories, Culture, Ancient Civilization, Era, Subcontinent, fiction writers.*

شمس الرحمن فاروقی کا شمار اردو کے اہم ادبی نقاد ، محقق ، مصنف ، اور شاعر اور افسانہ نگاروں میں ہوتا ہے ۔ انہوں نے جو افسانے لکھے ہیں وہ تاریخ اور ثقافت کے حوالے سے بہت اہم ہیں ۔ شمس الرحمن فاروقی نے اپنے افسانوں میں برصغیر کی قدیم تہذیب و تمدن کی تصویر کشی کی ہے ۔ ان کے افسانے محض کہانیاں نہیں ہیں بلکہ ان کے افسانوں میں ایک عظیم تاریخی شعور موجود ہے ۔ جب وہ مغلیہ دور کو اپنے افسانوں میں موضوع بناتے ہیں تو اس دور کی تہذیب و تمدن کے تمام خد و خال سامنے آ جاتے ہیں ۔ انھوں نے اپنی کہانیوں میں میر و غالب کے دور سے متعلق تمام چیزوں کا تذکرہ ، رسوم و رواج ، لباس ، زیور ، عقائد و نظریات ، توہمات ، رہن سہن ، تہذیب و ثقافت کا تمام جزئیات و تفصیلات کے ساتھ ذکر کیا ہے ۔ اس مقالے میں شمس الرحمن فاروقی کے افسانوں کی انھی خصوصیات کو موضوع بنایا گیا ہے اور ان کے افسانوں میں تہذیب و تمدن کی عکاسی کے حوالے سے تفصیلی تجزیہ کیا گیا ہے ۔

کلیدی الفاظ: اردو افسانہ ، شمس الرحمان فاروقی ، کلچر ، ثقافت ، تہذیب ، برِصغیر ۔

شمس الرحمان فاروقی اردو ادب میں ایک اہم مقام رکھتے ہیں۔ وہ اردو اور انگریزی دونوں زبانوں پر دسترس رکھتے تھے۔ ان کی اہمیت کی کئ حوالوں سے ہے۔ وہ ایک جیّد نقاد، شاعر، دانش وَر، مترجم، مدیر، ماہر عروض ہی نہ تھے بلکہ اردو کے افسانوں ادب میں بھی وہ خاصی شہرت رکھتے ہیں۔ ان کے افسانے مختلف اور متنوّع موضوعات کا احاطہ کرتے ہیں۔ لیکن یہاں ہمارے پیشِ نظر ان کے افسانوں میں موجود قدیم ہندوستانی تہذیب و ثقافت ہے اس سے قبل کہ ہم ان کے افسانوں میں موجود قدیم ہندوستانی تہذیب و

i پی ایچ ۔ڈی سکالر ، شعبہ اردو ، ہزارہ یونی ورسٹی ، مانسہرہ ۔

ii ایسوسی ایٹ پروفیسر ، شعبہ اردو ، ہزارہ یونی ورسٹی ، مانسہرہ ۔(Corresponding Author)

iii پی ایچ ۔ڈی سکالر ، شعبہ اردو ، ہزارہ یونی ورسٹی ، مانسہرہ ۔

ثقافت پر روشنی ڈالیں ضروری ہے کہ پہلے تہذیب و ثقافت پر سرسری بحث کر لیں تاکہ اس تناظر میں ان کے افسانوں کو سمجھنے میں آسانی ہو۔

تہذیب کے معنی اصلاح و ہدایت کے ہیں۔ تہذیب کا مفہوم اصلاح کرنا، عیوب سے پاک کرنا، بہتر بنانا، درست کرنا، تعلیم و تربیت دینا اور خوش اخلاق بنانا ہے۔ تہذیب ایک سوچ اور نظریے کا نام ہے۔ تہذیب رسم و رواج کو کہتے ہیں۔ جس کے مطابق تمام انسان اپنی زندگی گزارتے ہیں اس کے دائرۂ کار میں لوگوں کے مذاہب ان کی معاشرتی زندگی اور ایک دوسرے کے جذبات و احساسات کا خیال رکھنا بھی شامل ہوتا ہے۔ تہذیب عربی زبان کا لفظ ہے۔ جس کا مطلب کسی چیز کو بنا سنوار کر ایک خوب صورت رنگ دینا ہے۔ تہذیب معاشرے کے افراد کے رہن سہن کے انداز کو بھی کہتے ہیں۔ انسان ایک معاشرتی حیوان ہے۔ دوسروں کے ساتھ مل جل کر رہنا اس کی ضرورت بھی ہے اور مجبوری بھی اس طرح ہم کہ سکتے ہیں کہ انسانی زندگی معاشرتی زندگی کی مرہون منت ہے اس لیے اُس کی حیثیت انفرادی نہیں بلکہ اجتماعی ہے اور اجتماعی زندگی کے لیے معاشرہ کچھ قوانین اور اصول وضع کرتا ہے۔ یہی قوانین اور اصول بعد میں روایات اور رسم و رواجات کی صورت اختیار کر لیتے ہیں۔ انسان معاشرے میں جو عمل بھی کرتا ہے وہ تہذیبی عمل کا حصّہ بن جاتا ہے۔ سبط حسن لکھتے ہیں:

"کسی معاشرے کی بامقصد تخلیقات اور سماجی اقدار کے نظام کو تہذیب کہتے ہیں۔"[1]

سبط حسن کے خیال میں معاشرے میں طرزِ فکر کا احساس اور زندگی کی رعنائیاں تہذیب ہی کی مرہون منت ہیں۔ معاشرتی تبدیلیوں کے باعث انسانی زندگی کے رہن سہن میں بھی تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں اور یہی تبدیلی ثقافت کہلاتی ہے۔ دوسرے الفاظ میں کسی قوم، قبیلے یا گروہ کی اجتماعی طرزِ زندگی کا نام ثقافت ہے۔ یعنی مجموعی طور پر زندگی کے تمام طور طریقے ثقافت کی ذیل میں آتے ہیں۔ ثقافت ہی کسی قوم کی شناخت اور پہچان ہوتی ہے اور یہ نسل در نسل اور سینہ بہ سینہ منتقل ہوتی ہے۔

ثقافت کو دو بڑی شاخوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ مادی ثقافت اور غیر مادی ثقافت جن مادی اشیا کا تعلق ثقافت سے ہوتا ہے وہ مادی ثقافت کے زمرے میں آتی ہیں۔ مثلاً زرعی آلات، موسیقی، دیگر آلات و اوزار، پہناوے، گہنے اور دیگر مادی اشیا وغیرہ جب کہ غیر مادی ثقافت کسی قوم کے اجتماعی نظریات،

ISSN:2708-5724, E-ISSN:2708-5732

تصورات، عبادات، رہن سہن اور رسوم و رواجات کا احاطہ کرتی ہے۔ ثقافت کو ایک خاص ملک، علاقہ، یا سماج کے لوگوں کے اخلاقی، اجتماعی، مذہبی، فنونی، روایتی، شعوری اور علمی معیار کے مجموعے سے وابستہ دیکھا جاتا ہے۔

لغت میں ثقافت کے معنی تہذیب اور طرزِ تمدّن کے ہیں۔

انسائیکلو پیڈیا کے مطابق:

"ثقافت (Culture) عربی لفظ ہے جس سے مراد کسی قوم یا طبقے کی تہذیب ہے۔"[۲]

ادب زندگی کا ترجمان ہے اور مختلف اصناف سے وابستہ تخلیق کار اپنے اپنے انداز سے زندگی کی ترجمانی کرتے ہیں ادیب جس معاشرے میں رہتا ہے اس معاشرے کی تہذیب و ثقافت کی جھلکیاں بھی اس کی تحریروں میں دکھائی دیتی ہیں۔ افسانوی ادب میں افسانہ بہت مقبول صنف ہے یہ اظہارِ خیال کا آسان اور مؤثر ذریعہ ہے۔ چاہے یہ خیالات ظاہری ہوں یا باطنی، انسانی زندگی سے متعلق ہوں یا کرب و خوشی کے لمحے معاشرتی رویے ہوں یا کوئی اور سماجی مسئلہ اس میں سماج کے ہر پہلو کی عکاسی کی جاتی ہے۔ ہر علاقے اور ہر خطے کی اپنی جداگانہ تہذیب و ثقافت ہوتی ہے۔ اردو ادباء نے دنیا کے مختلف خطوں کی تہذیب و ثقافت کے مختلف گوشوں کو منّور کیا اور اردو ادباء نے دنیا کے مختلف خطوں کی تہذیب و ثقافت کو اپنی تحریروں میں عیاں کرنے کی سعی کی ہے۔ اردو ادباء کے اس قافلے کا ایک اہم نام شمس الرحمان فاروقی ہے جن کے افسانوں میں برصغیر کی قدیم تہذیب و ثقافت کے خدوخال پوری طرح نمایاں ہیں۔ انھوں نے پنے افسانوں میں اٹھارہویں صدی میں دہلی اور لکھنؤ کی تہذیب و ثقافت کے نقوش کو احسن انداز سے نمایاں کیا ہے۔

ہندوستان میں ایک عرصہ سے مختلف اقوام مل جل کر زندگی گزار رہی ہیں۔ شمس الرحمان فاروقی نے ان اقوام کی تہذیب و معاشرت کو ہنر مندی سے پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ میلوں ٹھیلوں اور شادی بیاہ کی رسومات کے علاوہ انہوں نے مسلمان گھرانوں کی زندگی کو بھی بطورِ خاص موضوع بنایا ہے۔ مسلمان گھرانوں میں جب کسی کا انتقال ہو جاتا ہے تو اُس کے ایصالِ ثواب کے لیے مسلمان کس طرح نذر و نیاز کا اہتمام کرتے ہیں اس اقتباس سے عیاں ہے، مثلاً:

"مرزا صاحب کے گزرنے کی خبر کے کئی دن بعد تک میری سمجھ میں نہ آتا تھا کہ اُن کا

تعزیہ کیسے دوں آخر دادا میاں کی درگاہ پر پانچ شیرینی اور پانچ سیر کی شیر مالیں فاتحہ کرائیں اور تقسیم کر دیں۔ گھر آ کر مرزا صاحب کی یادگار تحریر کو آنکھوں سے لگا کر دو آنسو رو لیا۔"[۳]

افسانہ نگار نے یہاں یہ بتانے کی کوشش کی کہ مسلمان گھرانوں میں جب کوئی مر جاتا ہے تو اُس کے عزیز و اقارب اور دوست و احباب اس کے ایصالِ ثواب کے لیے کھانے پینے کی اشیا پر سورۂ فاتحہ پڑھوا کر لوگوں میں تقسیم کرتے ہیں جیسا کہ اس اقتباس میں افسانہ نگار نے مرزا غالب کی وفات کے موقع پر بنی مادھو کے کردار سے یہ عمل کروایا ہے۔ بنی مادھو دادا میاں کی درگاہ پر پانچ سیر شیرینی اور پانچ سیر شیر مالیں دم کرا کر مرزا غالب کے ایصالِ ثواب کے لیے تقسیم کرتی ہے۔

افسانہ نگار نے بعض مواقع پر طوائفوں کی زندگی کو بھی موضوع بنایا ہے۔ انہوں نے طوائفوں کی زندگی، ان کے رہن سہن اور ان کے کوٹھوں کے بناؤ سنگھار کا ذکر بھی بڑی خوبی سے کیا ہے اقتباس ملاحظہ ہو:

"کمرے میں دیوار تا دیوار قالین تھا ہلکے سبز کنول روشن تھے۔ اور لونگ کی عطر کی لطیف خوشبو ہوا میں تھی۔ کمرے کے پرلے سرے پر قالین ہی طرز قماش کا بھاری پردہ تھا۔ شاید اس کے پیچھے کوئی دروازہ ہوگا میر نے خیال کیا۔ ایک دیوار سے ملا کر ترکی طرز کا دیوان بچھا ہوا تھا۔"[۴]

یہ اقتباس ان صحبتوں میں آخر سے لیا گیا ہے۔ جہاں افسانہ نگار نے میر تقی میر کی طوائف کے کوٹھے پر موجودگی کا حوالہ بھی دیا اور یہ بھی بتایا کہ اس دور میں طوائف کے کوٹھے باقاعدہ طور پر کاروباری مرکز کے طور پر استعمال ہو رہے تھے اور یہاں آنے والوں کے لیے خصوصی طور پر انتظامات کیے جاتے تھے۔ کمرے کی دیواروں کی تزئین و آرائش خوبصورت قالینوں سے کی جاتی تھی۔ کمرے کے اندر کی فضا مختلف قسم کی خوشبوؤں سے معطر کی جاتی تھی۔ میر تقی میر طوائف کے جس کوٹھے پر تشریف لے جاتے ہیں وہاں لونگ کی عطر کی خوشبو بکھری ہوئی ہے۔ دیواروں پر قالین اور خوبصورت پردوں کے انتظامات کیے گئے ہیں۔ لیکن جہاں میر موجود ہیں طوائف کا ٹھکانہ اس سے بھی آگے موجود ہے اس سے ہم اندازہ کر سکتے ہیں کہ اس دور میں طوائفیں کس طرز کی زندگی گزار رہی تھیں۔

شمس الرحمان فاروقی بنیادی طور پر مسلمان ہیں اس لیے انہوں نے بہت سے مواقع پر مسلمانوں کی مذہبی زندگی کو بھی پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ انہوں نے اس حقیقت سے بھی پردہ اٹھایا ہے کہ مشکل اوقات میں اگر اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کیا جائے تو اللہ تعالیٰ مشکلات کو حل کر دیتا ہے۔ افسانہ ''آفتابِ زمین'' کا اقتباس ملاحظہ ہو۔

> ''میں گھبرا کر قرآن اٹھالائی کہ انہیں قرآن کی ہوا دوں۔ قرآن کی ہوا دیتے ہوئے انہوں نے میرا شانہ مضبوط پکڑا اور ایسے تقریباً جھنجھوڑ کر مجھے ملتجانہ نگاہوں سے دیکھا گویا کہ رہے ہوں، بات کو سمجھو تو سہی اب اسے قرآن کا معجزہ کہیے یا مولا کا کرم ان کی بات اچانک میری سمجھ میں آ گئی میرے دل میں کسی نے کہا کہ معاملہ یہ ہے کہ وہ لفظوں کو بھول گئے ہیں۔ جب وہ کہنا چاہتے ہیں تو انہیں اصل لفظ نہیں لیکن اس سے معنوی یا لفظی مشابہت والا لفظ۔ اور بھی بڑی مشکل سے یاد آ رہا تھا اور وہ انہیں لفظوں پر اپنے اظہارِ خیال کی دیوار کھڑی کر رہے ہیں۔''[۵]

اس اقتباس میں افسانہ نگار نے یہ بتانے کی کوشش کی ہے کہ جب بھی کوئی مسلمان کسی مشکل سے دوچار ہوتا ہے تو وہ اپنے رب کی طرف رجوع کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بڑا غفور الرحیم ہے وہ ہر ایک کی پکار سے بخوبی واقف ہے اس لیے وہ اپنے بندوں کی ضرور مدد کرتا ہے۔ اس افسانے میں مصحفی ہمدانی قریب المرگ ہے ان کی طبیعت اس حد تک خراب ہے کہ وہ کچھ کہنا چاہ رہے ہیں لیکن کہہ نہیں پا رہے ان لمحات میں ان کی بیوی اللہ تعالیٰ کی مقدس کتاب قرآن مجید سے اسے ہوا دیتی ہے اس دوران اللہ تعالیٰ مدد کرتا ہے اور اس کی بیوی کی سمجھ میں آ جاتا ہے کہ وہ کیا کہنا چاہ رہے ہیں۔ اس طرح وہ بات کی تہہ تک پہنچ جاتی ہے۔

شمس الرحمان فاروقی کے افسانوں میں قدیم ہندوستانی تہذیب و ثقافت میں ہندوستان کی تاریخ، فن، زبان، ادب، فلسفہ، عرفان، تصوف، مذہب، سماجی روایات اور زندگی کے مختلف پہلوؤں کا واضح اظہار کیا گیا ہے۔ ان کے افسانوں میں قدیم ہندوستانی تہذیب و ثقافت کے اصول، اقدار، رسوم و روایات اور فرقہ وارانہ بنیادی تصورات بہت واضح طور پر ظاہر ہیں۔ ان کے افسانوں میں ہندوستان کے مختلف علاقوں کے لوگوں کی زندگی کے مختلف پہلو نمایاں ہیں۔ ان کے افسانوں میں ہندوستان کے مسلمان، ہندو، سکھ، بُدھ،

جین، پارسی، چینی، عرب، تُرک، افغان، برطانوی اور دیگر قومیتوں کے لوگوں کی زندگی کے مختلف پہلوؤں کو دلچسپی سے بیان کیا گیا ہے۔ شمس الرحمٰن فاروقی نے افسانوں میں اٹھارویں صدی میں دہلی اور لکھنؤ کی تہذیب و ثقافت کو احسن انداز سے نمایاں کیا ہے۔ افسانہ "سوار" میں دہلی کی قدیم تہذیب و ثقافت کو پوری جزئیات کے ساتھ پیش کیا ہے۔ شہر کی چہل پہل، رقص و سرور کی محافل، خانقاہیں، صوفیہ کی مجلسیں، میلے ٹھیلے، بسنت و بہار کو پوری آب و تاب کے ساتھ بیان کیا ہے۔ مثال کے طور پر درج ذیل عبارت دیکھیں:

> ”سارا شہر ہلکے پستی زرد رنگ میں ڈوبا ہوا تھا کیا ہندو کیا مسلمان بسنت کا ذوق سب کو تھا سلطان جی کی بارگاہ پر بسنتی کپڑے پہنے عورتوں مردوں کے جھنڈ شام و سحر نظر آتے تھے۔ چاند رات سے ہی بسنت چڑھانے کی تقاریب کا سلسلہ شروع ہو جاتا۔ سب سے پہلے اللہ میاں کی بسنت بھوجلہ پہاڑی پر جامع مسجد کے نیچے چاند رات کو چڑھتی پھر دن نکلے قدم شریف پر بسنت چڑھاتے۔“[۶]

غالب افسانہ مغلیہ عہد کی تہذیب و ثقافت کی پرتیں کھولتا ہے جس میں نے ہندوستان کی قدیم تہذیب و تمدن اور مغلوں کے کلچر سامنے لاتا ہے۔ اس افسانے میں اُس عہد کے رسم و رواج، رہن سہن، زیورات، لباس و پوشاک کا ذکر بڑی خوب صورتی کے ساتھ جلوہ گر ہے۔ افسانے سے مولوی خادم حسین کی پوشاک کا ذکر بطورِ مثال پیش ہے:

> ”مولوی صاحب مغل وضع کی چوگوشیہ ٹوپی اور جدید طرز کا چغہ پہنے ہوئے تھے۔ پاؤں میں سلیم شاہی جوتی گلے میں ململ کا کرتا، ہاتھ میں عقیقِ احمر کی تسبیح۔“[۷]

مندرجہ بالا اقتباس میں شمس الرحمٰن فاروقی نے مغلیہ عہد کے عوام کے لباس کو پوری جزئیات اور باریک بینی سے معیاری انداز سے سامنے لایا ہے۔ افسانہ "ان صحبتوں میں آخر" عہدِ میر کی لکھنوی تہذیب و ثقافت کو سامنے لاتا ہے۔ اس افسانے کے مطالعے سے نوابینِ لکھنؤ کے درباروں کے رنگ ڈھنگ، طور طریقے، شادی بیاہ کے رسم و رواج وغیرہ تمام چیزوں کی تفصیلات ابھر کر عیاں ہوتی ہیں۔ نواب رعایت خان کے محل میں ایک شادی کا منظر ملاحظہ ہو:

> ”نواب رعایت خان کی محل سرا خوبی سجی ہوئی تھی۔ شادی کی آمد آمد تھی، بارات کی

تیاریاں تھیں، دلہن کے جوڑے، زیور، چوتھی، سانچق، بری، چڑھاوے کے انتظام والے مرد عورت خود کو نہایت اہم سمجھ رہے تھے۔ اندرونِ حویلی ساراکاروں، مرصع کاروں، کشیدہ کاروں، اتو گروں کی نمائندہ مغلائیوں، بوڑھے کاری گروں کی ریل پہل تھی۔ زنانہ صدر دروازے پر شہنائی بج رہی تھی۔ مردانہ دربار کے صحن میں رواں سایہ دار درختوں کا جوش ان کے سایے چوکیاں بچھی ہوئی جن پر اعلیٰ قدر مراتب گانے بجانے والوں تہنیت پڑھنے والوں کی صفیں جمی ہوئیں اندر دیوانِ خاص کے سامنے بارہ دری میں ایشکا قاضی ملنے ملانے والوں کو مناسب جگہوں پر بٹھا کر عطر پان شیرینی سے ان کی تواضع کر رہا تھا۔"[۸]

مذکورہ بالا اقتباس لکھنوی تہذیب کی خوب صورت تصویر پیش کرتا ہے۔ اس اقتباس سے ہمیں اندازہ ہوتا ہے کہ اس دور کے لوگوں کا معیارِ زندگی کیا تھا اور وہ کس طرح کے ملبوسات پسند کرتے تھے اور تقریبات میں ان کے معمولات کیا تھے۔ یہ افسانہ اس دور کی جیتی جاگتی زندگی کا خوبصورت مرقع پیش کرتا ہے۔ اسی طرح افسانہ "آفتابِ زمین" میں دہلی اور لکھنؤ کے مختلف مناظر تصویر کشی کی ہے۔ اُن کا یہ افسانہ بھی قدیم عہد کا آئینہ دار ہے جس میں اس دور کے لباس پوشاک، تصورات، عبادات، عقائد اور توہمات کی جھلکیاں دکھائی دیتی ہیں۔ توہمات یا مذہبی تصورات کے حوالے سے یہ اقتباس جس میں شاعر مصحفی کی طبیعت خراب ہو جاتی ہے اور ان کی بیوی پریشانی کے عالم میں منتیں مانتی ہے:

"اس طرح دل کو تسلی دی میں نے نہا دھو کر صاف کپڑے پہنے اور اس بیچ پیر دیدار کونڈہ پیر یکایک کا روزہ، چہل کنجی کے طاق اور خدا جانے کتنی منتیں مان ڈالیں۔ آدھی تیہی دعائے صباح جیسی مجھے یاد تھی پڑھ ڈالیں۔"[۹]

شمس الرحمان فاروقی نے اپنے افسانوں میں ہندوستانی تہذیب و ثقافت کو بڑی خندہ پیشانی سے سمویا ہے۔ اُن کے افسانوں میں قدیم ہندوستانی تہذیب و ثقافت کے حوالے سے پوری پوری آگاہی حاصل ہوتی ہے۔ وہ اپنے افسانوں میں تہذیب و ثقافت کی منظر کشی میں مکمل جزئیات نگاری سے کام لیتے ہیں۔ اُن کی افسانہ نگاری میں قدیم ہندوستانی تہذیب و ثقافت کی ہر ہر چیز واضح ہوتی ہے ایسا لگتا ہے کہ قاری خود اُسی تہذیب و ثقافت کا حصہ ہے۔ اُن کے افسانوں سے اُس دور کے رہن سہن، بودوباش، شہر کی چہل پہل،

رقص و سرور کی محافل، خانقاہیں، صوفیہ کی مجلسیں، میلے ٹھیلے، بسنت و بہار، رسم و رواج، زیوارت، لباس و پوشاک، رنگ ڈھنگ، طور طریقے، شادی بیاہ کے رسم و رواج، عبادات، توہمات حتیٰ کے چھوٹی سے چھوٹی چیز سے بھی آگاہی حاصل ہوتی ہے۔

شمس الرحمان فاروقی اردو افسانے کا معتبر نام ہے انھوں نے جہاں ایک طرف مختلف قسم کے معاشرتی مسائل کو پیش کیا وہاں ان کے افسانے تہذیبی حوالے سے بھی بڑی قدر و قیمت کے حامل ہیں۔ ان کے یہ افسانے قدیم ہندوستانی تہذیب و ثقافت کا خوبصورت اور دل آویز عکس پیش کرتے ہیں۔ ان کے افسانوں کا مطالعہ کرنے سے ہمیں قدیم ہندوستان اور اس کی تہذیب و ثقافت کے بارے میں بھرپور معلومات حاصل ہوتی ہے۔

حوالہ جات:

۱۔ سبط حسن، پاکستان میں تہذیب کا ارتقا (کراچی: مکتبہ دانیال، ۱۹۸۹ء)، ۳۔
۲۔ فیروز اردو انسائیکلو پیڈیا، لاہور: فیروز سنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ، ۲۰۱۴ء، ۵۱۹۔
۳۔ شمس الرحمٰن فاروقی، سوار اور دوسرے افسانے (کراچی: ایجوکیشنل پرنٹنگ پریس، ۲۰۰۱ء)، ۱۲۔
۴۔ ایضاً، ۲۶۵۔
۵۔ ایضاً، ۴۰۸۔
۶۔ ایضاً، ۱۴۰۔
۷۔ ایضاً، ۹۶۔
۸۔ ایضاً، ۲۴۶۔
۹۔ ایضاً، ۳۹۵۔